الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

بیادگار

اعلیحضرت امیر ملت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

1982July

نگرانِ اعلیٰ: حضرت مولانا صاحبزادہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب

ایڈیٹر

حضرت مولانا غلام رسول گوہر نقشبندی جماعتی

اسسٹنٹ ایڈیٹر — ریاض احمد گوہر

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 68 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

محمد محمود معزوی جماعتی
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری

1	1960 October	21	1972 May	41	1971 Janu Feb
2	1961 July	22	1972 December	42	1973 Agust
3	1961 December	23	1973 March	43	1973 Aril
4	1962 Feb	24	1973 March	44	1974 Agust September
5	1962 May	25	1973 December	45	1975 December
6	1962 October	26	1975 March	46	1976 March April
7	1963 January	27	1978 Feb	47	1979 June july
8	1963 June	28	1980 July	48	1980 Dec 1981 Janu
9	1963 September	29	1981 July	49	1980 October NOvember
10	1964 Feb	30	1982 Feb	50	1981 Jantaree
11	1964 March	31	1982 July	51	1982 1983 Dec Jan
12	1965 January	32	1984 April	52	1982 March April
13	1965 May	33	1959 Agust Rizwan	53	1982 May June
14	1965 July	34	1965 March Hanfi	54	1983 Feb March
15	1966 June	35	1967 April May	55	1983 May June
16	1969 Feb	36	1968 October November	56	1983 Nov Decemb
17	1969 December	37	1969 agust	57	1984 Jan Feb
18	1970 December	38	1969 March April	58	1984 October Jantare
19	1971 Feb	39	1970 May June	59	Aaena Khalq e Muhamadi
20	1971 November	40	1971 Agust	60	Majmua Hazar Masla

ہو روضۂ رسولؐ اگر میرے سامنے
سمجھوں کہ ہے بہشت نظر میرے سامنے

اے عشق باندھ رختِ سفر میرے سامنے
طیبہ میں ہوگا تیرا گزر میرے سامنے

جب تھا شہِ اممؐ کا نگر میرے سامنے
تھا اک جہانِ کیف اثر میرے سامنے

یارب جبینِ شوق کے سجدے قبول ہوں
دائم رہے حضورؐ کا دَر میرے سامنے

یادِ نبیؐ میں اشکِ فروزاں نصیب ہیں
لاکھوں پڑے ہیں لعل و گہر میرے سامنے

میری نظر میں ذرّے ہیں راہِ رسولؐ کے
صلِّ علیٰ یہ شمس و قمر میرے سامنے

پڑھ کر درود پاک جو مانگی گئی "دعا"
بخشا گیا دعا کو اثر میرے سامنے

شاید بلا رہی ہے مجھے منزلِ حبیبؐ
رہتی ہے ان کی راہ گزر میرے سامنے

مطرب! سنا مجھے بھی کوئی نغمہ نعت کا
دے گا سرور میرا ہنر میرے سامنے

ہائے وہ دن جو گزرے ہیں شہرِ جمال میں
ان کا حرم تھا شام و سحر میرے سامنے

چل کر درِ نبیؐ پہ یہ نذرانہ پیش کر!!
آنسو بہا نہ دیدۂ تر میرے سامنے

مظہر! میں شاہِؐ طیبہ کے دَر کا فقیر ہوں
اہلِ دول کی بات نہ کر میرے سامنے

کلام حافظ مظہر الدینؒ

بامداد رُوحانی حضرت مولانا سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بالطافِ رُوحانی حضرت مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
باستمداد رُوحانی حضرت مولانا جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بالتفات کریمانہ حضرت مولانا معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی
بظلِ حمایت مولانا الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہ العالی

جلد ؛ ۲۷ شمارہ ۱۔۱۰ بابت ماہ جولائی

ایڈیٹر
مولانا غلام رسول گوہر

اسسٹنٹ ایڈیٹر ——— فیاض احمد گوہر

چندہ	
سالانہ	۲۰ روپے
ششماہی	۱۰ "
فی شمارہ	۲ "

○

دائرے میں سرخ نشان آپ کا چندہ ختم ہونے کی علامت ہے ——— !

گوہر

ایڈیٹر و پبلشر : غلام رسول گوہر • مطبع : لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور • مقام اشاعت کوٹ عثمان خان قصور

فہرست

رجسٹرڈ ایل ، ۷۴۷۸

نگاہِ کرم

میں ڈھونڈا کیا مدتوں بحر و بر میں
ملا کچھ نشاں تیرا شمس و قمر میں

مِلا بادو باراں میں قوسِ قزح میں
پہاڑوں میں دریا میں گل میں شجر میں

کلیسا میں ڈھونڈا کیا پھر بتکدوں میں
میں ڈھونڈا کیا تجھ کو ہر رہگذر میں

نگاہِ کرم جب محمدؐ نے ڈالی
نظر جا ملی تجھ سے ان کی نظر میں

محمدؐ نے تجھ سے شناسا کرایا
ترا نام اُونچا کیا بحر و بر میں

دیا فقر کا درس مجھ کو انہیں نے
یہ دنیا ہوئی ہیچ میری نظر میں

محلات میں بھی نہیں چین ان کو
سکوں مِل گیا مجھ کو چھوٹے سے گھر میں

نہ لُطف آیا غیروں کو بزمِ طرب میں
ملا کیف مجھ کو اذانِ سحر میں

پرستش میں مصروف ہیں وہ بتوں کی
مئے لَا اِلٰہ چڑھ گئی میرے سر میں

رہِ عشق میں سخت دشواریاں ہیں
مرا ساتھ دے کوئی کیوں اس سفر میں

فقیری میں کرتا ہے چنگیز شاہی!
کرامت عجب ہے ترے سنگِ در میں

(اے۔ آر چنگیز ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ لاہور)

زوجین کے حقوق

تحریر ——— محمد منصور النعمان صدیقی

اسلام سلامتی اور عافیت کا دین ہے۔ اس دین میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی مکمل تعلیم و تشریح ہے۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا ہی صراطِ مستقیم ہے۔ انسان کے لئے عافیت و سلامتی اور سکون اسلامی تعلیمات کے عمل میں ہے۔ حقوق العباد کے سلسلہ میں والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق، ہمسایہ اور پڑوسی کے حقوق، اجیر و مزدور کے حقوق، حتیٰ کہ غیر مسلموں کے حقوق بھی واضح اور صاف صاف بیان کئے گئے ہیں، یہی نہیں بلکہ جانوروں، پرندوں کے حقوق بھی تعلیم فرمائے ہیں۔

سلامتی کا راستہ

حضور نبی کریمؐ محسنِ انسانیت اور معلّمِ انسانیت ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا بخشش و نجات کا ضامن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی تعلیم فرمائی اور اپنے قول و فعل سے دنیا کے لئے مثال قائم کی۔

سرکار رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہی انسانیت ہے۔ اسلام مکمل نظام ہے۔ اس نظام پر عمل سُنّت کے اتباع سے ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل اتباع سُنّت سے ہی ممکن ہے۔

فساد کی جڑ

اسلامی تعلیمات صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ یہ تعلیم ساری انسانی برادری کے لئے ہے اور یہی تعلیمات حقیقی طور پر انسانی تعلیمات ہیں، ان پر عمل کرنا انسان و حیوان کے درمیان فرق ظاہر کرتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے اس تعلیم پر عمل کرنا فرض ہے اور یہی ان کی نجات کا باعث ہوگا۔

حقوق کی ادائیگی سے غفلت کرنا فساد کا موجب ہوجاتا ہے۔ آج جہاں بھی شر و فساد، جھگڑا اور اختلاف ہے وہ صرف سُنّت سے روگردانی کے باعث ہے۔ گھروں میں میاں بیوی کے اختلافات بھی اسی باعث ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے کے حقوق و فرائض سے واقفیت نہیں ہے یا اس پر توجہ نہیں کی جاتی۔ یہ ہی اصل فساد کی جڑ ہے حالانکہ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

(سورۂ بقرہ ۱۸۷)

اس آیت شریفہ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ تم ان کا لباس ہو وہ تمہارا لباس ہیں، یعنی میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس

لباس کی خصوصیات

میاں بیوی کو قرآن کریم میں ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے۔ اس نادر مثال سے اس رشتہ کے حقوق و فرائض کی تشریح ہو جاتی ہے۔ لباس کا کام جسم کو آرام پہنچانا، دھوپ گرمی، سردی یعنی موسم کی شدت سے محفوظ رکھنا اور ستر پوشی کرنا اور جسمانی عیوب کو پوشیدہ رکھنا ہے اور زینت کا ذریعہ ہونا ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں ایک دوسرے کے لئے آرام کا باعث ہیں۔ جس طرح موسموں کی شدت میں لباس حفاظت کرتا اور آرام پہنچاتا ہے، بعینہٖ میاں بیوی بھی دکھ درد کے رفیق، تکلیف و بیماری میں ہمدرد و تیمار دار اور ساتھی ہیں۔ اسی طرح ایک دوسرے کے عیوب کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہے کہ یہ بھی لباس کا ایک مقصد ہے۔ یعنی اگر دونوں میں اگر کوئی مزاج کا تیز ہے یا کسی نوعیت کی کوئی خامی ہے خواہ وہ جسمانی ہو یا ذہنی، اس کا برداشت کرنا ضروری ہے تاکہ خاندان اور کنبہ میں زینت کا باعث ہو۔ یہ برداشت و صبر و تحمّل ہی عیوب کی پردہ پوشی ہے۔ اگر کسی میں غلطیاں اور خامیاں اجاگر کیں تو محبّت نفرت میں تبدیل ہو جائے گی۔ اسی طرح دوسرے لوگ گھریلو تنازعات سے واقف ہوتے ہیں، اور اکثر و بیشتر اس کا نتیجہ دونوں کے حق میں بُرا ہوتا ہے۔ لیکن اگر لباس کی صورت میں ستر پوشی کی جائے تو یقیناً ایک دوسرے کی عزت و محبت قائم ہو جائے گی۔ لباس کی حفاظت کی جاتی ہے اسے سنبھال کر رکھا جاتا ہے۔ میاں بیوی بھی ایک دوسرے کا خیال رکھیں تو خوش گوار بسر ہوگی۔

تنازعات

گھریلو تنازعات عموماً تیز مزاجی اور قوتِ برداشت کی کمی کے باعث ہوتے ہیں، ایک دوسرے کے مزاج و ضرورت سے ناواقفیت بھی اس میں دخل رکھتی ہے۔ ایک اور صورت یہ ہوتی ہے کہ درمیان میں مزہ لینے والے غیر ضروری نمک مرچ چھڑکتے اور خود لطف اندوز ہوتے ہیں ایسے لوگ جو فساد و شر کا موجب بنتے ہیں، ناپسندیدہ ہیں۔ صلح کرانے والے صاحبِ خیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

اعتماد و مزاج فہمی

زندگی کا کاروبار بھی عام کاروباری شریکوں کی طرح ایک دوسرے پر اعتماد رکھنے اور مزاج فہمی کی بنیاد پر چلتا ہے جس طرح کاروباری شریک آپس میں اعتماد رکھتے اور ایک دوسرے کے مزاج فہم ہوتے ہیں۔ اسی طرح گھریلو زندگی میں بھی اعتماد اور مزاج فہمی کی ضرورت ہے فریقین کے لئے مزاج کی یگانگت اور اندازِ فکر کی ہم آہنگی نعمت ہے۔

خوش و خرّم زندگی یہ ہی ہے کہ خانگی زندگی پُر مسرت ہو اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب ایک دوسرے کے جذبات کا احترام ہو۔ اسلام نے جو تعلیمات ہمیں دی ہیں۔ اس میں احترام باہمی بنیاد ہے۔

تعلیم انسانیت

حضور محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجتہ الوداع میں بھی بطورِ خاص اس کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجتہ الوداع میں یوم عرفہ کے خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے اور اسی کے کلمہ اور حکم سے وہ تمہارے لئے حلال ہوئی ہیں۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا (گھر میں آنا اور) تمہارے بستروں پر بیٹھنا تمہیں ناپسندیدہ ہو، وہ اس کو وہاں آنے بیٹھنے نہ دیں۔ پس اگر ایسی غلطی کریں ان کو (تنبیہ و تادیب کے طور پر) تم سزا دے سکتے ہو، جو زیادہ سخت نہ ہو اور تمہارے ذمہ مناسب طریقہ پر ان کے کھانے کپڑے کا بندوبست کرنا ہے۔" (صحیح مسلم)

وضاحت

مرد جو خاندان کا سربراہ ہے وہ خود کو مواخذہ سے مبّری نہ سمجھے۔ اسے ہر معاملہ میں خدا سے ڈرنا اور فیصلہ کرنے میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ کوئی زیادتی نہ ہو جائے۔

اللہ تعالےٰ کے مقررہ ضابطوں کی بنیاد پر ہی نکاح قائم ہوا ہے اور بیوی اللہ تعالےٰ کی امان میں اس کی زیردست بنی ہے۔ بیوی نے بھی اللہ تعالےٰ کے حکم کی پابندی کی ہے۔ مرد پر لازم ہے کہ وہ اس کے حقوق کا خیال رکھے۔ اس حدیث شریف میں وضاحت ہے کہ جن مردوں یا عورتوں کا آنا اور ان سے بیوی کا ملنا جلنا شوہر کو ناپسند ہو، اگر شوہر منع کر دے تو بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے مرد اور عورتوں کو اپنے گھر بلانا یا ان سے ملنا جلنا بند کر دے۔ مردوں پر عورتوں کا یہ حق ہے کہ وہ ان کی ضروریات کپڑا، لباس اور دوسری جائز ضروریات احسن طریقے سے پوری کریں۔

حُسنِ سلوک

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"لوگو! اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے بارے میں میری وصیت مانو (یعنی میں تم کو وصیت کرتا ہوں) کہ اللہ کی ان بندیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نرمی اور مدارات کا برتاؤ رکھو، ان کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے، (جو قدرتی طور پر ٹیڑھی ہوتی ہے) اور زیادہ کجی پسلی کے اوپر کے حصہ میں ہوتی ہے، اگر تم اس ٹیڑھی پسلی کو (زبردستی) سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی، اور اگر اُسے یونہی اپنے حال پر چھوڑ دو گے (اور درست کرنے کی کوشش نہ کرو گے) تو پھر

وہ ہمیشہ ویسی ہی ٹیڑھی رہے گی۔ اس لئے بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔" (صحیح بخاری و مسلم)

وضاحت

یہاں بھی حسن سلوک کا مفہوم یہ ہی ہے کہ آپس میں مزاج فہمی اور احترام کا برتاؤ قائم کیا جائے۔ معمولی اور چھوٹی موٹی لغزشوں سے درگزر کیا جائے۔ توازن و اعتدال برقرار رکھا جائے۔

آنحضرت فداہ اُمّی و ابی کا یہ فرمان بطور وصیت حدیث شریف میں مرقوم ہے۔ آپ نے اس کلام کی ابتداء اور انتہا دونوں میں وصیت کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ یہ خصوصیت کے ساتھ اس معاملہ کی اہمیت ظاہر کرتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کس درجہ عورتوں کی عزت و احترام فرماتے تھے۔

عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کی دلداری کا اہتمام فرمانے کی خصوصی وصیت فرمائی ہے۔

اعتدال و توازن

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

"کوئی ایمان والا شوہر اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا یا یہ کہ اس کو نفرت نہیں کرنی چاہیئے، اگر اس کو کوئی عادت ناپسندیدہ ہوگی۔" (صحیح مسلم)

مطلب واضح ہے کہ کسی ایک ناپسندیدہ بات کی بنا پر نفرت اور اس کی بنیاد پر علیحدگی کا بیج نہ بویا جائے۔ اگر کوئی ناپسندیدہ بات ہے تو یقیناً دوسری کوئی اچھی بات بھی ہوگی اس کو بھی ذہن نشین رکھنا چاہیئے۔ اس طرح اعتدال و توازن قائم رہے گا۔

کمالِ ایمان کی شرط

بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ یعنی حسن سلوک کمالِ ایمان کی شرط ہے۔ اگر صرف اسی پر غور کیا جائے تو بہت سے گھر فساد و افتراق سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔

۴۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاقی برتاؤ (سب کے ساتھ) بہت اچھا ہو، اور خاص کر اپنی بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف و محبت کا ہو۔" (ترمذی)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"مسلمانوں میں زیادہ کامل الایمان وہ ہے جن کے اخلاق بہتر ہیں (اور واقعہ میں اور اللہ کی نگاہ میں) تم میں اچھے اور خیر کے زیادہ حامل وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں زیادہ اچھے ہیں۔" (جامع ترمذی)

یہ بھی اتباعِ سُنّت ہے

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد

فرمایا وہ اپنے عمل سے بھی ثابت فرمایا ہے۔ ہمارے لئے یہ قابلِ اتباع اور صراطِ مستقیم ہے۔ دنیا کی نعمتیں آخرت کا آرام صرف اتباعِ سنّت میں ہے۔

۶۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"وہ آدمی تم میں زیادہ اچھا اور بھلا ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو اور میں اپنی بیویوں کے لئے بہت اچھا ہوں۔" (جامع ترمذی)

عورتوں کے حقوق کی حفاظت

یہ احادیث شریفہ اس تعلیم کی حامل ہیں کہ گھریلو زندگی کس طرح خوشگوار بنائی جاسکتی ہے۔ اس کے آداب و طریقِ کار کیا ہونے چاہئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ انسانیت خصوصاً مسلمانوں کے لئے مثال ہیں۔ آپ نے اپنے قول و فعل سے ثابت فرمادیا کہ اسلام ہی خواتین کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

"اور بیویوں کے ساتھ مناسب و معقول طریقے سے گزران کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند بھی ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو اور اللہ نے اس میں بہت خیر و خوبی رکھی ہو۔" (سورۃ النساء رکوع ۳)

اللہ تبارک و تعالےٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بظاہر کوئی بات ناپسند ہو لیکن ایک مومن اور اللہ و قیامت پر ایمان و یقین رکھنے والا یہ یقین رکھتے کہ اس میں بھی خیر و خوبی پوشیدہ ہے۔ جس کا بظاہر علم نہیں جو وقتِ مقررہ پر ظاہر ہوگا۔ ظاہر ہے صبر کا اجر برداشت کا صلہ بھی ملتا ہے۔ بجنسہٖ یہی صورت عورتوں کے لئے بھی ہے۔ اگر بیوی کو اپنے شوہر کی کوئی بات ناپسند ہے تو وہ بھی صبر و ضبط سے کام لے۔ یقیناً ربّ العزت کے ہاں اس کا اجر و ثواب بھی محفوظ ہے۔

اسلام عورتوں کے لئے رحمت ہے

عورتوں کے حقوق صرف گھریلو زندگی کی حد تک ہی نہیں ہیں بلکہ ہر مقام پر ان کے حقوق کی حفاظت کی گئی ہے۔ قرآن کریم اور احادیث شریفہ سے ظاہر و ثابت ہے۔ اگر کوئی اس پر عمل کرنے کی سعادت سے محروم رہے تو وہ اس کی سیاہ بختی ہے۔

لڑکیوں کی پیدائش پر سوگ منانے والوں کی بہت مذمت کی گئی ہے۔ لڑکیوں کو لڑکوں سے کم تر درجہ دینے والے لوگوں کو انتباہ کیا گیا ہے۔ ان کی تعلیم و تربیت اور نیک و دیندار شخص سے ان کا نکاح والدین کو پابند بنایا گیا ہے۔ ان کی پرورش پر زبردست صلہ و جزا ملنے کی نوید دی گئی ہے۔

میراث میں ان کے حقوق قائم کئے گئے ہیں۔ بیوہ کے نکاحِ ثانی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے روکنے والا ظالم ہے۔ طلاق کی صورت میں بھی مطلقہ عورتوں کے حقوق قائم ہیں۔ محض طلاق دے کر بات ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ایامِ عدت کا خرچ اور رہائش کی سہولت مرد کے ذمہ

ہے، مہر ادا کرنا ضروری ہے کہ یہ مرد پر بطور قرض ہے، غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں اسلام نے عورتوں کے حقوق کی حفاظت فرمائی اور مردوں کو اس کا پابند کیا ہے۔

ان تعلیمات کا اندازہ آج سے چودہ سو برس قبل کے حالات میں لگائیے کہ جب عورت کو جانور سے بدتر سمجھا جاتا اور زر خرید کنیز کا درجہ دیا جاتا تھا۔ وہ لوگ جو لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا شیوۂ مردانگی سمجھتے تھے وہ ان کے حقوق کیا ادا کرتے ہوں گے اس دور میں یہ تعلیم کیا اہمیت رکھتی ہے اس کی قدر وقیمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

فی زمانہ عورت کی برابری اور مرد کے "دوش بدوش" کا نعرہ لگانے والی قومیں آج بھی اپنے نمائشی نعروں کے باوجود عورت کو اقتصادی اور معاشی الجھنوں میں مبتلا کر چکی ہیں۔ ان کے نزدیک عورت کا وجود نمائش اور حیوانی جنسی تعلق کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ گویا عورت کا وجود تجارت کی ضرورت بنا دیا گیا ہے۔ صرف اسلام ہی عورت کو احترام و عزت کے ساتھ زندگی گذارنے کا موقع فراہم کرتا ہے اور مرد کو اس کے حقوق کا پابند کرتا ہے۔

شوہر کے حقوق

جس طرح عورتوں کے حقوق کی رعایت وحفاظت کی گئی ہے اس طرح مردوں کے حقوق ہیں، یعنی شوہر و بیوی دونوں کے حقوق وفرائض تعلیم کئے گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ بیوی کو چاہیئے کہ وہ اپنے شوہر کو اپنے لئے سب سے بلند و بہتر سمجھے۔ اس کی وفادار اور فرماں بردار رہے، اس کے حقوق ادا کرے۔ اس کے مال واسباب کی امین رہے۔ اس کی اولاد کی تربیت و پرورش کرے، اس کی خیر خواہی اور رضا جوئی میں کمی نہ کرے۔ اپنی دنیا و آخرت کی بھلائی اس کی خوشی سے وابستہ سمجھے۔

۱۔ بیوی پر شوہر کا حق

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

"عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے۔" (مستدرک حاکم)

۲۔ اگر سجدہ کا حکم ہوتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"اگر میں کسی کو کسی مخلوق کے لئے سجدے کا حکم دیتا تو عورت سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔" (جامع ترمذی)

بہ شکریہ شمس الاسلام بھیرہ

اظہر جماعتی لاہور

صدائے دِل

ہیں یہ محبوب حق کے حسیں دلربا نور برسا رہے ہیں خدا کی قسم
اللہ اللہ یہ عارفِ خوش ادا کیسا رنگ لا رہے ہیں خدا کی قسم

حضرتِ قطبِ عالم شہ ذی حشم شاہ جماعت علی نورِ شاہِ اُمم
آج بھی ان پہ ہے ان کی نظر کرم لطف فرما رہے ہیں خدا کی قسم

وادیٔ قرب میں ان کے چرچے ہوئے عاشقانِ محبت کے دل جھوم اٹھے
جامِ توحید بھر بھر کے چلنے لگے کہ یہ پلوا رہے ہیں خدا کی قسم

یہ محمد حسین حسیں پیشوا، رہبرِ کاملیں، مرشدِ باصفا
یہ حیات الولی خلق کے رہنما شان دکھلا رہے ہیں خدا کی قسم

ہے لقب ان کا بابو قصوری پیا فی الحقیقت یہ ہیں عاشقِ مصطفےٰ
حضرتِ شاہ جماعت سے خرقہ ملا، فیض پھیلا رہے ہیں خدا کی قسم

جملہ احباب پر ہے کرم بے پناہ اٹھ رہی ہے محبت بھری وہ نگاہ
مست ہو ہو کے کہتے ہیں سب واہ واہ وجد میں آ رہے ہیں خدا کی قسم

محفلِ عرس کی دیکھو رنگینیاں ہیں کہ اظہر من الشمس رعنائیاں
لطف اندوز ہے حشمِ بینا یہاں جلوہ دکھلا رہے ہیں خدا کی قسم

رونق افروز ہیں یہ جو سیّد نذر حضرت شاہ جماعت کے لختِ جگر
ہے جو بارانِ رحمت یہاں سر بسر کیف برسا رہے ہیں خدا کی قسم

اظہرِ خستہ جاں بھی ہوا شادماں مل گئی باخدا نعمتِ دو جہاں
لطف فرما ہوئے باعثِ انس وجاں زندگی لا رہے ہیں خدا کی قسم

بے وقت کی اذان

تحریر :۔ ـــــــــ جناب شیخ محمد احمد پانی پتی

خلیفہ معتضد باللہ عباسی کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ اس کے ایک سپہ سالار نے ایک سوداگر سے پچاس ہزار درہم قرض لیئے مگر بعد میں ان کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ سوداگر بہت رویا پیٹا، منت سماجت کی، مگر سپہ سالار کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اس نے بہت سی تدبیریں کیں کہ کسی طرح سے سپہ سالار سے روپیہ وصول کر سکے۔ معززین شہر کے پاس گیا سرکاری حکام اور اراکین سلطنت سے التجائیں کیں مگر سب بے سود۔ کسی نے بھی اس کی مدد نہ کی۔ کیونکہ سپہ سالار سخت اکھڑ، بدمزاج اور تند خو تھا اور ہر شخص اس کے پاس جاتے ہوئے ڈرتا تھا۔ چونکہ سوداگر کے پاس کوئی تحریری ثبوت نہ تھا اس لیئے وہ قاضی کے ہاں دعویٰ کرنے سے بھی ناچار تھا۔

ایک دن سوداگر بازار جا رہا تھا کہ اُسے راستے میں ایک دوست مل گیا۔ دوست نے اسے مغموم اور پریشان دیکھ کر وجہ پوچھی۔ سوداگر نے تمام بات بتادی کہ کس طرح سپہ سالار نے اس سے ایک گراں قدر رقم بطور قرض لی اور بعد میں اس کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ دوست نے کہا کہ بس اتنی سی بات پر پریشان ہو رہے ہو۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں ایک شخص کے پاس لے چلتا ہوں جو فوراً تمہاری رقم دلوا دے گا۔

سوداگر نے کہا کہ شہر کا کوئی بڑا آدمی ایسا نہیں جس کے پاس میں فریاد لے کر نہ گیا ہوں۔ لیکن ہر ایک نے رقم دلوانے سے معذوری ظاہر کی ہے۔ تمہاری نظر میں ایسا کونسا آدمی ہے جو مجھے اس ظالم سپہ سالار سے رقم دلوائے گا۔ دوست نے کہا میں تمہیں جس شخص کے پاس لے جا رہا ہوں وہ کوئی بڑی شخصیت نہیں بلکہ بہت ہی معمولی درجے کا آدمی ہے۔ مگر مجھے امید ہے کہ اس کے ذریعے تمہارا کام فوراً بن جائے گا۔ سوداگر نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے جب بڑے بڑے آدمیوں کے ذریعے میرا کام نہ بن سکا۔ تو ایک معمولی آدمی کے ذریعے کس طرح ہو سکتا ہے۔

دوست نے جواب دیا، تمہیں اس سے کیا غرض، تم میرے ساتھ چلو۔

چنانچہ اس نے سوداگر کو ساتھ لیا اور ایک درزی کی دکان پر پہنچا جو اتفاقاً قریب ہی تھا۔ درزی اس وقت اپنی دکان کے چبوترے پر بیٹھا قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا۔ دکان کوئی بہت بڑی نہ تھی اور کام بھی کچھ زیادہ نظر نہ آتا تھا لیکن درزی کے چہرے پر طمانیت اور نورانیت

کے آثار نظر آ رہے تھے۔

اسے دیکھ کر سوداگر کو اپنے دوست کی عقل پر اور بھی تعجب ہوا اور وہ سوچنے لگا کہ یہ معمولی درجے کا درزی میرا کام کس طرح کر سکے گا۔ چونکہ وہ دکان پر پہنچ چکا تھا اس لئے کچھ کہہ نہ سکا۔ اس کے دوست نے آگے بڑھ کر درزی کو سلام کیا اور سپہ سالار کی بے ایمانی کا سارا واقعہ سنا کر اس سے کہا کہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ آپ چل کر میرے دوست کا روپیہ دلوا دیں۔

درزی نے جواب دیا مجھے کوئی عذر نہیں اور میں ابھی آپ کے دوست کے ساتھ سپہ سالار کے پاس چلتا ہوں مجھے امید ہے کہ وہ ان کا روپیہ دینے میں کوئی عذر نہیں کرے گا۔ چنانچہ اس نے قرآن کریم بند کیا، دکان کو قفل لگایا، اور سوداگر سے کہا چلئے۔ چنانچہ وہ دونوں سپہ سالار کے ہاں پہنچے۔ سپہ سالار اس وقت گھر پر موجود نہ تھا۔ لیکن اس کے نوکر اور غلام درزی کو دیکھتے ہی سروقد کھڑے ہو گئے، اور آداب بجا لا کر نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا کہ سپہ سالار صاحب کہیں باہر گئے ہیں ابھی آجاتے ہیں، آپ تشریف رکھیئے۔ انہوں نے ان دونوں کو مکان کے اندر لے جا کر ملاقات کے کمرے میں بٹھا دیا۔ فوراً ہی نہایت عمدہ اور ٹھنڈا شربت دونوں کو پلایا، دو غلام پنکھا جھلنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔

سوداگر اس تمام واقعہ کو دیکھ کر سخت حیران ہوا۔ یہ واقعہ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کچھ دیر بعد سپہ سالار بھی آ گیا۔ جونہی اس کی نظر درزی پر پڑی۔ اس کا چہرہ فق ہو گیا لیکن وہ سنبھل کر آگے بڑھا اور انتہائی مؤدبانہ لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

مجھے افسوس ہے میں اس وقت کسی ضرورت سے باہر گیا تھا۔ آپ کو انتظار کی زحمت ہوئی ہوگی۔ فرمایئے کیسے آنا ہوا اور میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

درزی نے کہا اور تو کوئی بات نہیں۔ آپ نے ان سوداگر سے پچاس ہزار درہم قرض لئے تھے لیکن ابھی تک ادا نہیں کئے۔ بس میں یہ کہنے آیا ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر ان کی رقم ادا کر دیجئے۔

سپہ سالار نے کہا واقعی میں نے ان سے پچاس ہزار درہم لئے تھے۔ مگر اس وقت میرے پاس صرف دس ہزار درہم موجود ہیں وہ لے لیجئے۔ باقی رقم میں انشاء اللہ ایک ماہ کے اندر اندر ادا کر دوں گا۔ آپ بالکل مطمئن رہیں۔ صرف یہ عرض ہے کہ براہ کرم اذان نہ دیجئے گا۔

درزی نے جواب دیا جب آپ ان صاحب کا قرض ادا کرنے کے لئے تیار ہیں تو مجھے اذان دینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو اذان صرف اس وقت دیا کرتا ہوں جب اور کوئی چارہ کار نہ رہے۔

یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ سپہ سالار اسے رخصت کرنے محل سے باہر تک آیا اور بڑی گرمجوشی سے اُسے رخصت کیا۔ سوداگر اس تمام منظر کو بڑے غور اور حیرت سے دیکھتا رہا۔ باہر نکل کر اس نے پوچھا میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ کی بدولت میرا کام بن گیا اور میری ڈوبی ہوئی رقم باہر نکل آئی، لیکن آپ کی شخصیت اور اذان کا قصہ میرے لئے حد درجہ حیرت و استعجاب کا موجب ہے۔ براہ کرم آپ مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں اور

یہ اذان کا کیا قصہ ہے۔ اذان میں تو ظہر نے والی کوئی بات نہیں ہوتی۔ پھر سپہ سالار اس سے اس قدر خوف کیوں کھا رہا تھا۔

درزی نے کہا، میاں تمہیں ان باتوں سے کیا غرض۔ تمہارا کام بن گیا، تم خدا کا شکر ادا کرو اور گھر جاؤ۔

سوداگر نے جواب دیا میں تو اس وقت تک یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک یہ تمام قصہ معلوم نہ کر لوں گا۔

سوداگر کے اصرار پر درزی مجبور ہوگیا اور یہ قصہ اس نے سنایا،

میں ایک معمولی درزی ہوں اور لوگوں کے کپڑے سی کر اپنا گزارہ کرتا ہوں۔ میری دکان مدت دراز سے اسی جگہ ہے جہاں سے میں آپ کے ساتھ آیا ہوں میری دکان کے ساتھ ایک مسجد ہے جس کا میں مؤذن ہوں اور پانچ وقت اس کے منارہ پر چڑھ کر اذان دیا کرتا ہوں۔ یہ مسجد شاہی محل کے قریب ہے اور میری آواز امیر المومنین کے کانوں تک پہنچتی ہے۔

ایک دن مغرب کے قریب میں دکان پر بیٹھا کپڑے سی رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک ترک افسر ایک عورت کو زبردستی گھسیٹے ہوئے لے جا رہا تھا۔ عورت چیخ چلا رہی تھی مگر بازار میں کسی کی اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اسے اس ظالم افسر کے ہاتھ سے چھڑا سکے۔ یہ منظر دیکھ کر میری غیرت جوش میں آئی اور میں نے آگے بڑھ کر اس افسر سے کہا کہ اس عورت پر ظلم نہ کرے اور اسے چھوڑ دے مگر اس نے پرواہ نہ کی، اور عورت کو اسی طرح گھسیٹتا رہا۔ میں نے دوبارہ اس سے یہی التجا کی۔ اس پر اس نے ایک ہاتھ سے عورت کو پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے ایک ڈنڈا لے کر مجھے اس طرح مارا کہ میری ہڈی پسلی ایک ہوگئی اور جگہ جگہ سے خون جاری ہوگیا۔ مجھے اچھی طرح زدوکوب کر کے وہ ترک افسر اپنی راہ چلا گیا۔

گو تکلیف درد کی وجہ سے میری بری حالت تھی اور مجھ سے ہلا بھی نہ جاتا تھا لیکن میری غیرت اور حمیت اب تک جوش کھا رہی تھی۔ میں بڑی مشکل سے اٹھا، کچھ درد مند لوگوں کو جمع کیا اور اس ترک افسر کے دروازے پر پہنچ کر اسے باہر بلایا۔ جب وہ باہر آیا اور اس نے مجھے ایک مجمع کے ساتھ دیکھا تو اس کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی۔ وہ اسی وقت اندر چلا گیا اور تلوار نکال کر لایا جسے دیکھ کر باقی سب لوگ جان بچا کر بھاگ گئے مگر میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ وہ مجھ پر پل پڑا اور گھونسوں، لاتوں اور مکوں کی بارش شروع کر دی۔ میں پہلے ہی زخمی تھا۔ اس مارنے اور ستم ڈھایا اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ وہ افسر مجھے اسی حالت میں چھوڑ کر اپنے مکان میں چلا گیا اور بعض لوگوں نے از راہ ہمدردی مجھے میری دکان پر پہنچا دیا۔

میرا سارا بدن بری طرح دکھ رہا تھا۔ جگہ جگہ سے کھال پھٹ گئی تھی اور زخموں سے خون جاری تھا لیکن اس مظلوم عورت کی بے کسی اور بے بسی کے سامنے مجھے اپنی سخت تکلیف بھی بھول گئی تھی اور میں برابر سوچ رہا تھا کہ کون سی تدبیر اختیار کروں کہ اس ظالم افسر سے اس مظلوم عورت کا پیچھا چھوٹے۔ آخر بہت سوچنے کے بعد یہ ترکیب ذہن میں آئی کہ منارہ پر چڑھ کر اذان دے دوں۔ اس طرح وہ افسر سمجھے گا کہ صبح ہوگئی اور عورت کو چھوڑ دے گا۔

زخموں اور درد کے باعث مجھ میں ہلنے کی قطعاً تاب نہ
تھی لیکن جس طرح بھی بن پڑا اس منارہ پر چڑھا اور اپنی
پوری قوت سے اذان دے دی۔ اذان دے کر اس منارہ
سے نیچے اُتر آیا۔

ابھی میں نیچے اترا ہی تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ چند
سرکاری پیادے ہاتھوں میں مشعلیں لئے مسجد کی طرف تیزی
سے چلے آ رہے ہیں۔ میرے پاس آ کر انہوں نے پوچھا
کہ یہ بے وقت کی اذان کس نے دی ہے۔

سرکاری پیادوں کو دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو گئے
تاہم میں نے جرأت کر کے کہا،

"میں نے اذان دی ہے"

بتائیے کیا بات ہے؟

انہوں نے جواب دیا ہمیں امیرالمؤمنین نے حکم دیا
ہے کہ اس شخص کو گرفتار کر کے ہمارے سامنے پیش کیا
جائے جس نے یہ بے وقت اذان دی ہے۔

چنانچہ انہوں نے مجھے لے جا کر امیرالمؤمنین کی خدمت
میں پیش کر دیا۔

امیرالمؤمنین نے بڑے غصے سے میری طرف دیکھا
اور کہا ــــ تم نے بے وقت اذان کیوں دی ہے؟ کیا تمہیں
معلوم نہیں کہ تمہاری اس حرکت سے کتنا نقصان ہوا ہوگا۔
جب چوکیداروں اور محافظوں نے اذان کی آواز سنی ہوگی،
وہ گشت ختم کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہوں گے
ان کی عدم موجودگی میں اگر بازاروں اور گھروں میں چوری
ہو جائے تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ کوتوال بھی اپنے گھر
چلا گیا ہوگا۔ پھر سپاہیوں اور پہرہ داروں کی نگرانی کون
کرے گا؟ جن لوگوں کو صبح روزہ رکھنا ہوگا انہوں نے بغیر
کھائے پیئے روزہ رکھ لیا ہوگا۔ بتاؤ تمہیں اس قصور کی
سزا کیوں نہ دی جائے۔

میں نے امیرالمؤمنین سے کہا کہ حضور سزا کا حکم سنا
سے پہلے میری بات سن لیں اس کے بعد حضور کو اختیار
ہے مجھے جو سزا دیں، مجھے منظور ہوگی، امیرالمؤمنین نے کہ
اچھا کہو،

میں نے کہا،

میں سب سے پہلے اس امر پر مسرت کا اظہار کرتا
ہوں کہ ہمارے بادشاہ کو رعایا کا اس قدر خیال ہے کہ وہ
ان کے لئے اپنا آرام اور چین بھی قربان کر دیتا ہے اور
ان کی بہبود کی خاطر راتوں کو جاگتا رہتا ہے ورنہ اُسے کیسے
پتہ چلتا کہ اذان بے وقت دی گئی ہے۔

اس کے بعد میں نے ترک افسر کا سارا واقعہ سنایا او
کہا کہ میں نے محض اس لئے بے وقت اذان دی ہے کہ وہ ظا
آدمی یہ سمجھے کہ صبح ہو گئی ہے اور اس طرح اس عورت کو
چھوڑ دے۔ اب میری حضور سے یہ التجا ہے کہ کسی آدمی کو
بھیج کر اس بیکس و مظلوم عورت کو اس ظالم افسر کے چنگل
سے چھڑا دیں۔

امیرالمؤمنین نے یہ سن کر مجھے تو اپنے پاس بٹھا لیا او
ایک ملازم کو بلا کر کہا کہ فلاں ترک افسر کو گرفتار کر کے
اسی وقت میرے سامنے حاضر کرو اور اس کے پاس جو عو
ہو اُسے بھی ساتھ لیتے آنا۔

تھوڑی ہی دیر میں ترک افسر امیرالمؤمنین کے سامنے
کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ امیرالمؤمنین نے انتہائی طیش بھر

نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور اس سے ناپاک حرکت
کی وجہ پوچھی۔ اس نے گڑگڑا کر اپنے قصور کی معافی چاہی
اور رحم کی درخواست کی۔ مگر امیر المؤمنین نے معاف نہ کیا
اور حکم دیا کہ صبح ہونے پر اُسے ایک بوری میں بند کر کے
چوک کے درمیان رکھ دیا جائے کہ لوگ لاتوں، مکوں اور گھونسوں
سے اس کی خاطر تواضع کریں۔ یہ سزا اس وقت تک جاری
رکھی جائے جب تک اس کی جان نہ نکل جائے۔ یہ حکم دے
کر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا تمہاری دلیری شجاعت
اور غیرت کو دیکھ کر میرا دل بے حد خوش ہوا۔ یہ لو پانچ ہزار
درہم کی تھیلی، یہ تمہارا انعام ہے، اور آئندہ جب کبھی تم
کسی پر ظلم ہوتے دیکھو اور اُسے روک نہ سکو تو منارہ پہ
چڑھ کر اذان دے دیا کرو۔ میں فوراً سمجھ جاؤں گا کہ اس
بے وقت کی اذان کے ذریعہ تم مجھ کو کسی مظلوم کی فریاد
پہنچانا چاہتے ہو۔ میں اسی وقت تمہیں بلا لیا کروں گا اور
مظلوم کی دادرسی کیا کروں گا۔

امیر المومنین کے حکم کی شہرت تمام شہر میں ہو گئی۔
یہی وجہ ہے کہ جب میں کسی اہلکار اور معزز شخص کو اس
کے کسی ظلم یا ناانصافی کی طرف توجہ دلاتا ہوں وہ فوراً اس
کے ازالے کے لئے تیار ہو جاتا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ اگر
وہ ظلم اور ناانصافی سے باز نہ آیا اور میں نے اذان دے دی
تو پھر اس کی خیر نہیں۔ تمہارے سامنے بھی یہی ماجرا گزرا
اور سپہ سالار نے خوف کے مارے فوراً تمہاری رقم ادا کرنے
کا وعدہ کر لیا اور دس ہزار درہم ادا بھی کر دیئے۔

دارالعلوم شاہ جماعت
قصور

دارالعلوم شاہ جماعت قصور محلہ جماعت پورہ بالمقابل ریلوے اسٹیشن کا داخلہ دس شوال سے شروع ہے۔ دارالعلوم ہذا میں دینی تعلیم درس نظامیہ کے مطابق دینے کا معقول اور مناسب انتظام ہے۔ قرآن مجید حفظ و ناظرہ بھی پڑھایا جاتا ہے بیرونی طلباء کے لئے رہائش کا اعلیٰ انتظام ہے اور دو وقت کا کھانا بھی دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر ضروریات زندگی بھی پوری کی جاتی ہیں۔ شائقین حضرات کو چاہیئے کہ وہ اس دارالعلوم سے استفادہ کریں۔

خلیفہ مجاز

حافظ محمد صدیق انور ملتان والے خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ علی پور شریف ہیں۔ اس کا انکشاف اس وقت ہوا جب حضرت سجادہ نشین مولنا پیر سید افضل حسین شاہ دامت برکاتہم نے ۴ شوال کو قصور میں مولوی محمد حسین صاحب کے سالانہ عرس کے موقعہ پر انہیں فرمایا کہ لوگوں کو روحانی فیض پہنچایا کرو جب آپ خلیفہ ہیں تو پھر اس سے لوگوں کو فیض پہنچانا چاہیے۔

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھمؒ

حضرت ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ درویشی اختیار کرنے سے پہلے ملک بلخ کے بادشاہ تھے۔ بڑے صاحب جاہ وحشم کے مالک تھے۔ آپ کے والد حضرت ادھم کی شادی بھی عجیب طریقہ سے ہوئی تھی۔ حضرت ادھم شاہی خاندان سے نہ تھے مگر بادشاہ کی لڑکی پر عاشق ہو گئے اور عشق نے درجہ کمال تک آپ کو پہنچا دیا تھا۔ ایک روایت ہے کہ جب بلخ کے رئیس کو معلوم ہوا کہ ادھم اس کی لڑکی پر عاشق ہے تو پہلے بہت غصہ آیا مگر وزراء کے مشورہ سے ایک بڑا موتی کبوتر کے انڈے کے برابر دکھلا کر ادھم سے کہا گیا کہ اسی قسم کا موتی لاؤ تو تمہاری شادی بادشاہ کی لڑکی سے کر دی جائے گی۔ عشق سچا تھا اور عقل پر غالب آچکا تھا، آپ سیدھے سمندر پر پہنچے اور وہاں پہنچ کر سمندر کا پانی باہر پھینکنا شروع کر دیا مطلب یہ تھا کہ اس طرح تمام سمندر کا پانی نکال کر اس کو خشک کر دیں گے اس کے بعد صدف سے موتی نکال لائیں گے۔ لوگ ادھم کی اس حرکت پر ہنستے تھے اور مجنوں کہتے تھے۔ واقعی جنون عشق نے عقل زائل کر دی تھی مگر آخر کار یہی جنون عشق دلیل راہ بن گیا، اور حضرت جل وعلا کو یہ جنون و دیوانگی پسند آئی چنانچہ جب کئی دن اس طرح گذر گئے اور باوجود لوگوں کے منع کرنے کے آپ تلاش گہر میں اسی طرح مشغول رہے تو خدا نے ان کی یہ مشکل اس طرح حل کر دی کہ مچھلیاں سمندر سے ہزارہا موتی لئے ہوئے باہر نکل آئیں حضرت ادھم نے بہت سے موتی دامن میں بھر لئے اور بادشاہ کے حضور میں جا کر پیش کر دیئے۔ بادشاہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے خزانے میں ایک موتی بھی اس قسم کا نہ تھا اور جو موتی اس نے دکھایا تھا اس سے کہیں بڑے اور عمدہ موتی ایک دو نہیں ہزارہا کی تعداد میں اس فقیر بے نوا کو کہاں سے مل گئے۔ بادشاہ نے قصہ پوچھا، ادھم نے سارا ماجرا بیان کر دیا جس کی تصدیق اور لوگوں سے ہو گئی۔ اس کے بعد وزراء نے کسی اور ترکیب سے ٹالنا چاہا مگر ادھر بادشاہ کی لڑکی پر بھی عشق اثر کر چکا تھا، بادشاہ نے یہ رشتہ منظور کر لیا اور عقد ہو گیا۔ بادشاہ کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اس لئے حضرت ابراہیم جو ادھم کے بیٹے تھے تخت پر بیٹھے۔ شادی آپ کی ہو چکی تھی اور ایک فرزند بھی ہو چکا تھا کہ آپ پر طلب حق کا جذبہ طاری ہوا اور آپ تخت وتاج کو چھوڑ کر چل دیئے اور درویشی اختیار کر لی۔

ترکِ سلطنت واختیار سفر

آپ کے ترک سلطنت کا قصہ

اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ آپ قصرِ شاہی میں بالا خانہ پر سو رہے تھے کہ آدھی رات کو چھت پر کچھ آہٹ سی معلوم ہوئی آپ نے چونک کر آواز دی کون ہے؟ جواب ملا آپ کا جان پہچان ہوں ایک اونٹ کھو گیا ہے اسے ڈھونڈنے آیا ہوں، آپ نے کہا کوٹھے پر اونٹ کیسے ملے گا، اس نے جواب دیا پھر تمہیں اس لباس شاہی میں خدا کیونکر ملے گا۔ یہ سُن کر آپ پر خوفِ الٰہی طاری ہوا۔

دوسرے روز جب دربار شاہی میں آپ بیٹھے تو ایک شخص باشوکت دربار میں چلا آیا۔ اس کی ہیبت اس قدر طاری ہوئی کہ کوئی شخص یہ دریافت نہ کر سکا کہ تو یہاں کیوں چلا آیا ہے۔ وہ آپ کے تخت کے پاس آکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ آپ نے پوچھا کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا کچھ نہیں میں یہاں قیام کرنے آیا ہوں مگر یہ سرائے ہے میں یہاں نہ رہوں گا۔

آپ نے کہا یہ سرائے نہیں ہے بلکہ میرا محل ہے اس نے کہا تم سے پہلے یہ کس کا محل تھا؟ آپ نے کہا میرے باپ کا، پھر اس نے پوچھا ان سے پہلے، آپ نے کہا میرے نانا کا۔ اس نے کہا پھر تمہیں بتاؤ یہ سرا نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ ایک آتا ہے اور ایک جاتا ہے، یہ کہہ کر وہ نظر سے غائب ہو گیا، اُسے ڈھونڈنے نکلے بمشکل اس سے ملاقات ہوئی، نام پوچھا اس نے کہا میں خضر ہوں۔ آپ پر ہیبت طاری ہوئی واپس آکر حکم دیا کہ سامان تیار کرو ہم سیر کو جائیں گے۔ چشم زدن میں سامان تیار ہو گیا۔ آپ صحرا کی طرف چلے، لشکر پیچھے رہ گیا آپ تنہا سفر کر رہے تھے کہ یکایک آواز سنائی دی کہ بیدار ہو جاؤ، اس سے پہلے کہ موت تمہیں بیدار کرے۔ یہ آواز متواتر کئی دفعہ آئی آپ ان آوازوں سے بے خود ہو گئے۔

پھر ایک ہرن نمودار ہوا، آپ نے اس کا پیچھا کیا اس نے کہا کہ میں خود آپ کو شکار کرنے آیا ہوں آپ مجھے شکار نہیں کر سکتے۔ کیا اللہ نے آپ کو اسی واسطے پیدا کیا ہے جو آپ کر رہے ہیں؟ آپ نے اس کا پیچھا چھوڑا، پھر وہی آوازیں آئیں اور آپ کو خوف ہوا پھر گریبان سے یہی آواز سُنی اور خوف الٰہی طاری ہوا۔ اب آپ کو کشف حاصل ہو گیا۔ آپ اس قدر روئے کہ تمام لباس اشکوں سے تر ہو گیا۔ پھر آپ نے توبہ اور [illegible] کی اور ایک طرف کو [illegible] چرواہا ملا جو کمبل کا کرتا اور ٹوپی اوڑھے شاہی بھیڑیں چرا رہا تھا۔ آپ نے اپنا لباس اس کو دے دیا اور اس کا کرتا اور ٹوپی لے کر خود پہن لی، گھوڑا بھی اسی کو دے دیا اور بھیڑیں بھی اسی کو عطا کر دیں اور پیادہ پا جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرنے لگے۔ پھرتے پھرتے نیشاپور پہنچے۔ وہاں ایک غار میں سکونت اختیار کر کے مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہوئے، پنجشنبہ کو غار سے باہر آکر تمام دن لکڑیاں جمع کرتے اور جمعہ کو جا کر فروخت کر کے روٹیاں خریدتے۔ نصف فقراء کو دے دیتے، نصف سے خود اپنا پیٹ بھرتے اور جمعہ کی نماز پڑھ کر پھر اپنے مقام پر آکر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ جب لوگوں کو آپ کا حال معلوم ہوا

تو آپ کے پاس آنے لگے آپ خلوت پسند تھے اس لئے ایک دن چپ چاپ وہاں سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے اور کسی کو خبر نہیں ہوئی۔

آپ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے بہت سے بزرگان دین سے شرفِ ملاقات حاصل کیا تھا اور بہت دن تک حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو علوم اولیاء اللہ کو حاصل ہوتے ہیں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ان سب علوم کی کنجی تھے۔

ایک دفعہ آپ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آئے، لوگوں نے حقارت کی نظر سے آپ کو دیکھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے سیدنا ابراہیم فرما کر آپ کو اپنے پاس بلایا۔ لوگوں نے حضرت امام سے پوچھا ان کو سرداری کیونکر ملی، حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ یہ ہر وقت یادِ الٰہی میں بسر کرتے ہیں اور ہم لوگ کاروبارِ دنیا میں مشغول ہوتے ہیں۔

شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ اس غار کی زیارت کو گئے جس میں آپ نے ابتداً سکونت اختیار کر کے ریاضت و مجاہدہ کیا تھا تو فرمایا کہ اگر مشک سے بھی یہ غار بھرا ہوتا تو ایسی خوشبو نہ دیتا جو ایک بزرگ کے رہنے کی وجہ سے دے رہا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم کے مرشد بحکم خدا حضرت خضر علیہ السلام ہوئے تھے اور انہیں سے آپ کو تمام فضائل حاصل ہوئے۔ نقل ہے کہ آپ نے مکہ معظمہ کا راستہ اس طرح طے کیا تھا کہ ہر قدم پر نماز ادا کرتے اور جناب باری میں گریہ و زاری کرتے تھے۔ مکہ معظمہ کے بزرگوں کو جب علم ہوا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلے مگر آپ کو استقبال کی خبر ملی تو آپ قافلہ سے علیحدہ ہو گئے۔ بزرگان مکہ سے پہلے ان کے خدمت گار استقبال کے لئے آگے بڑھ آئے تھے ان سے آپ کی ملاقات ہو گئی، انہوں نے پوچھا حضرت ابراہیم بن ادھم کہاں ہیں؟ ان کے استقبال کو آئے ہیں، آپ نے کہا کہ اس بے دین کا استقبال کرنے کے لئے لوگ بیکار آتے ہیں۔ یہ گستاخانہ الفاظ سن کر خدمت گاروں نے آپ کی خوب مرمت کی اور خوب گھونسوں سے آپ کی تواضع کی اور کہا وہ کیوں بے دین ہونے لگے تو ہی بے دین ہے۔ آپ نے کہا دراصل میں اپنے ہی کو بے دین کہہ رہا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے آگے بڑھ کر اپنے دل سے کہا کہ اے دل! اب تو نے اپنے تکبر کی سزا پائی بہت کہہ رہا تھا کہ میں وہ ہوں جس کے استقبال کو بزرگان مکہ چلے آرہے ہیں۔ بعد کو لوگوں نے پہچان لیا آپ کو مکہ معظمہ میں معذرت کر کے لے گئے۔ آپ اس طرح رہنے لگے کہ کبھی جنگلوں سے لکڑی لا کر بیچتے اور کبھی کھیتوں کی رکھوالی کرتے اس طرح اپنی قوت لایموت حاصل کرتے۔

فرزند اور بیوی سے ملاقات

جس وقت آپ نے بلخ کی حکومت ترک کر کے درویشی اختیار کی تھی اس وقت آپ کے ایک صغیر السن

فرزند تھا جب وہ سن شعور کو پہنچا تو اس نے اپنی ماں سے پوچھا میرا باپ کہاں ہے۔ انہوں نے تمام قصہ بیان کیا اور کہا میں نے لوگوں سے سُنا ہے کہ آپ مکہ معظمہ میں ہیں۔ لڑکے نے منادی کرادی کہ جس کو حج کے لئے چلنا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے، چار ہزار آدمی جمع ہو گئے، لڑکے نے اپنی والدہ اور ان چار ہزار آدمیوں کو ساتھ لیا اور مکہ معظمہ میں پہنچ کر اپنے والد کو تلاش کرنے لگا۔ مسجد حرام میں دلق پوشوں کی ایک جماعت ملی، ان سے لڑکے نے پوچھا تم ابراہیم بن ادھم کو جانتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں وہ ہم سب کے پیر ہیں جنگل میں لکڑیاں چننے گئے ہیں تاکہ ہم سب کے لئے قوت لایموت مہیا کریں، یہ سُن کر لڑکا جنگل کی طرف گیا اور دیکھا کہ آپ لکڑیوں کا گٹھا سر پر لادے آ رہے ہیں۔ شہر میں پہنچ کر آپ نے آواز دی کہ کوئی حلال مال دے کر خرید لے گا۔ ایک شخص نے آپ کو روٹیاں دیں اور لکڑیاں خرید لیں، یہ حال دیکھ کر آپ کے فرزند بے قرار ہوئے مگر ضبط سے کام لیا۔ بہرحال آپ وہ روٹیاں لے کر حرم میں آئے اور دلق پوشوں کو دے دیں اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔ آپ ہمیشہ مریدوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ امرد لڑکوں کو نظر بھر کر مت دیکھا کرو خاص کر آج کل کہ عورتوں اور لڑکوں کا مجمع زائد ہوتا ہے۔ پھر حاجیوں کے ساتھ آپ بھی مع مریدوں کے طواف میں مشغول ہو گئے۔ اس وقت آپ کے صاحبزادے سامنے آگئے آپ نے نظر بھر کر دیکھا مریدوں نے یہ خلاف معمول واقعہ دیکھ کر سبب دریافت کیا تو آپ نے کہا کہ جب میں بلخ سے چلا تھا تو میرا ایک شیر خوار بچہ تھا یہ وہی لڑکا ہے۔ دوسرے دن ایک مرید بلخ کا قافلہ ڈھونڈھنے نکلا، دیکھا کہ ایک شاندار خیمہ نصب ہے اور اس کے اندر زرنگار کرسی پہ وہی لڑکا بیٹھا قرآن پڑھ رہا ہے اور رو رہا ہے۔ اس مرید نے لڑکے سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو، پھر پوچھا تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔ لڑکے نے کہا میرے باپ کا اسم گرامی ابراہیم بن ادھم ہے اور کل کے سوا میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا۔ چونکہ وہ ہم سب سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں اس لئے میں نے ان کو اپنا پتہ نہیں بتایا کہ شاید وہ یہاں سے بھی نہ بھاگ جائیں۔ وہ مرید اس لڑکے کو مع ان کی والدہ کے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لائے، وہ ایسا سماں تھا کہ جسے دیکھ کر لوگ بے قرار رہے لڑکے نے اپنے باپ کو سلام کیا۔ آپ نے جواب دیا اور بغل گیر ہوئے، پھر پوچھا تو کس دین پر ہے؟ اس نے کہا دینِ محمدؐ پر۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ، پھر پوچھا تو نے قرآن پڑھا ہے، اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ، پھر آپ نے پوچھا تو نے علم سیکھا ہے لڑکے نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا الحمد للہ۔

اس کے بعد آپ نے ارادہ کیا کہ کسی طرف نکل جائیں مگر آپ کے صاحبزادے نے شور شروع کر دیا اور اسی حالت میں آپ کے لڑکے نے آپ کی گود میں انتقال کیا۔ لوگوں نے پوچھا حضرت یہ کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا جب میں لڑکے سے بغل گیر ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابراہیم تم نے ہم سے عہد کیا تھا کہ تیرے سوا کسی سے نہ ملوں گا، آج اس کے خلاف کیا ہے۔ تم نے اپنے مریدوں سے کہا تھا کہ

امرد لڑکوں اور عورتوں کو نظر بھر کر نہ دیکھنا اور تم نے
خود اپنے لڑکے اور بیوی کی طرف نظر بھر کر دیکھا ہیں
اللہ تعالے سے دعا کی کہ اگر لڑکے کی محبت مجھے تیری محبت
سے فراموش کر دے گی تو یا اسے موت دے یا اسے،
چنانچہ لڑکے کے حق میں دعا قبول ہو گئی۔

آپ کے اقوال زریں

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے من عرفک فلم یعرفوک
فکیف حال من لم یعرفک جو تجھ کو جانتے ہیں وہ بھی تجھ
کو نہیں جانتے پس ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو تجھ کو نہیں
جانتے۔ آپ کا قول ہے کہ جو شخص نفس کی خواہشات طلب
کرتا ہے وہ صادق نہیں اور نیت کی سچائی کا نام اخلاص
ہے اور فرمایا جس کا دل تین مقام پر حاضر نہ ہو اس پر فضل
ورحمت کے دروازے بند رہتے ہیں۔ ایک قرآن پڑھتے
وقت دوسرے نماز پڑھتے وقت تیسرے یاد الٰہی کے وقت۔
فرمایا عارف اسے کہتے ہیں جو ہمیشہ فکر میں رہے اور ہر
شے سے عبرت حاصل کرے اور خدا کی یاد کرے طاعت
الٰہی میں دل وجان سے مشغول رہے اور صنعت الٰہی کا
معائنہ کرے۔ آپ نے فرمایا میں نے ایک پتھر راہ میں
پڑا دیکھا اس پر لکھا تھا اس کو پلٹ کر دیکھو، پلٹ کر
پڑھا اس میں لکھا تھا،

"تو ایک چیز کو جانتا ہے اور اس پر عمل نہیں
کرتا تو وہ چیز کیوں طلب کرتا ہے جسے نہیں
جانتا "

آپ فرماتے ہیں قیامت میں وہی اعمال وزنی ہوں
گے جو دنیا میں تجھے گراں ہیں اور فرمایا جب تین پردے
سالک کے دل پر سے اٹھ جاتے ہیں تو اس پر دولت
بے زوال کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ روئے
زمین کی بھی سلطنت اگر مل جائے تو خوش نہ ہوں۔ دوسرے
یہ کہ اگر حاکم روئے زمین بھی ہو اور سلطنت چھین لی جائے
تو غمگین نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ بخشش یا تعریف پر فریفتہ
نہ ہو۔

حضرت سہیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار
میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر
میں تھا اتفاق سے میں بیمار پڑ گیا، جو کچھ آپ کے پاس
تھا آپ نے میری تیمارداری پر صرف کر دیا۔ جب کچھ
نہ رہا تو اپنا گدھا بیچ کر قیمت مجھ پر صرف کر دی جب
میں اچھا ہو گیا تو میں نے پوچھا گدھا کیا ہوا تو آپ نے
فرمایا فروخت کر ڈالا۔ میں نے کہا میں اب کس پر سوار
ہوں گا؟ تو آپ نے فرمایا میری پیٹھ پر سوار ہو اور تین منزل
تک مجھے اپنی پیٹھ پر سوار کر کے لائے۔

کیا وجہ ہے!

بہت سے احباب چندہ ختم ہونے کی اطلاع
کے بعد بھی چندہ ارسال کرنے میں
تساہل کر رہے ہیں۔ ان کی خدمت
میں گذارش ہے کہ اگر رسالہ ہذا وصول
کرنے کے بعد بھی چندہ نہ آیا تو رسالہ بند
کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر ہلال جعفری

محروم ہوں زیارتِ خیرالانام سے !
کہنا صبا لپٹ کے یہ بابُ السلام سے

وہ کم نہیں کسی ماہِ تمام سے
پامال جو ہوئے ترے حسنِ خرام سے

محشر میں بچ گئے ترے لطفِ دوام سے
اللہ کا جلال رُکا تیرے نام سے

گردن میں تیرا طوقِ غلامی پڑا رہے
دنیا مجھے پکارے سگِ در کے نام سے

یادش بخیر! یاد ہیں ان کی شبِ الم!
پلکیں سجا رہا ہوں بڑے احترام سے

محبوب آیئے! معہ نعلین آیئے!
آواز آئی عرشِ معلّیٰ کے بام سے

کیفِ نگاہ مرشدِ میخانہ چاہیئے
صہبا سے واسطہ نہ غرض دَورِ جام سے

جو ہے اسیرِ حلقۂ گیسوئے مصطفٰےؐ
آزاد ہے وہ گردشِ دوراں کے دام سے

تاریکیاں تمام اجالوں میں ڈھل گئیں
چمکا ھلال صاحبِ طٰہٰ کے بام سے

علمِ حدیث کے جلیل القدر عالم

امام بخاریؒ

تحریر: ـــــــ اقبال احمد صدیقی

الجامع المسند من حدیث رسول اللہ و سنتہ و ایامہ جیسی شہرہ آفاق اور معرکہ آراء کتاب کے مؤلف و مرتب اور دنیائے اسلام کے صلحاء و اکابرین میں منفرد مقام رکھنے والے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مورخہ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو بروز جمعہ شہر بخارا میں پیدا ہوئے ان کا پورا نام محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ البخاری اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔ علم حدیث کی ترویج اور فروغ میں کارہائے نمایاں انجام دینے کی بدولت علمائے عصر اور متاخرین نے انہیں "امیر المومنین فی الحدیث" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ نیز احادیث کی جمع و ترتیب کی خداداد صلاحیت کے ساتھ ان کی پاکیزہ سیرت اور اعلیٰ کردار کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔

سیرت نگاروں نے ان کے ذکر و فکر کو باعث خیر و برکت اور ذریعہ فیض و ثواب خیال کیا ہے، اور بارہ صدیاں گزرنے کے باوجود ان کی جلیل القدر شخصیت کی شہرت نہ صرف برقرار ہے بلکہ روز افزوں ہے ان کی عظیم تحقیقی و دینی خدمات ہمارا تاریخی سرمایہ ہیں۔ امام بخاریؒ کے والد بزرگوار اسمٰعیل بن ابراہیم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ جیسے نامور علماء کا شرف تلمذ حاصل تھا اور وہ خود اعلیٰ پایہ کے محدث تھے۔

شوال کے مبارک مہینے میں امام بخاریؒ کی ولادت بجائے خود باسعادت اور مسرت خیز ہے۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی لائق توجہ اور اس عہد کی نمایاں اہمیت کا غماز ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے صرف بارہ سال بعد امام مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری آٹھ برس بعد ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر اور بیس برس بعد ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن دینار نسائی جیسے محدث پیدا ہوئے۔ یہی عہد ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک السلمی البوغ کا ہے۔ بوغ ترمذ کے نواح میں ایک بستی کا نام ہے، جامع کبیر ترمذی کے مرتب و مؤلف ترمذی امام بخاریؒ کے نامور تلامذہ میں سے ہیں اور ان کی نادر تصانیف اور اعلیٰ شخصیت کسی تعارف کے محتاج نہیں ہے۔

علم و دانش کے اس ماحول میں ایک زراعت پیشہ مگر دیندار گھرانے میں امام بخاریؒ کا پیدا ہونا کتنا عظیم

انشان واقع تھا۔ اس کی علامات موصوف کی کمسنی اور لڑکپن کے ادوار میں ہی نظر آنا شروع ہو گئی تھیں۔ امام بخاری نہایت صغر سن تھے کہ سایۂ پدری سر سے اٹھ گیا۔ ان کی والدہ نے جو ایک عابدہ اور نیک سیرت خاتون تھیں۔ اپنے نونہال کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری خود سنبھالی لیکن ایک ایسا عارضہ لاحق ہوا کہ بصارت زائل ہو گئی اور امام بخاری نابینا ہو گئے۔

روایات میں مذکور ہے کہ امام موصوف کی والدہ اس صدمے سے انتہائی مضطرب اور نڈھال رہنے لگیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہر وقت دعا گو رہتیں کہ فرزند کی بینائی واپس آجائے۔ چنانچہ ایک شب محوِ خواب تھیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نوید سنائی کہ تمہاری دعائیں حضور خداوندی میں قبولیت حاصل کر گئیں اور آنکھوں کا نور عطا کیا گیا۔ اگلی صبح والدہ نے بیدار ہو کر فرزند کو دیکھا تو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بینائی موجود تھی بلکہ آنکھیں اتنی زیادہ روشن ہو گئی تھیں کہ عام طور پر نہیں ہوتیں۔

امام بخاری نے سولہ برس کی عمر تک ان علماء سے اکتساب علم کیا جو حدودِ بخارا میں موجود تھے۔ قرآن و حدیث کے علوم پر خصوصی توجہ مرکوز کی اور خود اپنے اس قول کے مطابق "الہمت حفیظ الحدیث" بے شمار احادیث بچپن میں ہی اپنے دل و دماغ میں محفوظ کر لیں۔ انہوں نے عبداللہ بن مبارک کی تمام تصانیف و کتب اس طرح حفظ کیں کہ زیر و زبر کی احتیاط بھی ملحوظ رکھی۔

عبداللہ ابن محمد مسندی ابراہیم بن الاشعث اور محمد بن سلام بیکندی کی درس گاہوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ امام بخاری کے استاد علامہ بیکندی نے ایک مرتبہ سلیم بن مجاہد سے فرمایا کہ امام بخاری محمد بن اسمٰعیل ایسا طالب علم ہے جسے ستر ہزار احادیث یاد ہیں۔ سلیم بن مجاہد انگشت بدنداں رہ گئے۔ لیکن ان کے سامنے اس قول کی تصدیق ہو گئی۔ زمانہ طالب علمی کے اس ابتدائی عہد میں جب کہ امام ممدوح نے علوم و فیوض کے حصول کے لئے بیرونِ بخارا قدم بھی نہ رکھا تھا۔ اُن کی محفوظ یادداشتوں کا یہ عالم تھا کہ صحابہؓ و تابعین کی روایت کے ماخذ تک کی نشاندہی اس طرح فرما دیتے تھے جیسے کھلی کتاب اُن کے سامنے رکھی ہو بلکہ صفحہ، سطر اور الفاظ کا کوئی گوشہ ان کی نظروں سے اوجھل محسوس نہیں ہوتا تھا۔

بخارا میں اپنے نامور استاد علامہ بیکندی سے یہ سند فضیلت کہ "اس کا کوئی مقابل نہیں ہے" کی سند حاصل کرنے کے بعد امام بخاری ۲۱۰ ہجری میں اپنی والدہ ماجدہ اور بھائی کی معیت میں سفرِ حج پر گئے اور اس پہلے سفر کے بعد انہوں نے مصر، شام، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ اور بغداد وغیرہ کے سفر اختیار کئے۔ جن کا مقصد نہ سیاحت تھا نہ ذاتی شہرت اور نہ انفرادی منفعت بلکہ علوم و فیوض کی کشش انہیں کشاں کشاں دور افتادہ مقامات پر لئے پھر رہی تھی۔ وہ احادیث نبویؐ کی تلاش و ترتیب کی خاطر انتہائی طویل اور دشوار گزار سفر کے لئے بھی خود کو تیار پاتے تھے۔

سفرِ مصر میں امام بخاری مشائخ مصر ابو نصر اسحاق بن ابراہیم، حکم بن نافع آدم بن ابی عباس وغیرہ سے ملے۔

بغداد کے قیام کے دوران انہوں نے مشائخ حدیث امام
احمد حنبل سریج بن نعمان محمد بن عیسیٰ اور محمد بن سائق
کی مجلسیں دیکھیں۔ امام بخاری کے وقت میں کوفہ میں طلق
بن غنام، سعید بن حفص، اسمٰعیل بن ابان، عمر بن حفص،
عبداللہ بن موسیٰ اور بصرے میں نامور محدثین ابوالولید
الطیاسی، صفوان بن عیسیٰ، سلیمان بن حرب، عفان بن مسلم
اور محمد بن سنان وغیرہ موجود تھے۔ امام بخاری جہاں جاتے علماء
ومشائخ سے علم حدیث پر گفتگو کرتے اور ایک طالب علم کی
طرح ان کی یادداشتوں سے استفادہ کرتے اس طرح ذخیرہ احادیث
میں متواتر اضافہ ہوتا چلا جاتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس
نیک اور اعلیٰ مقصد کے لئے انہیں وسیع علم اور زبردست
قوتِ حافظہ سے نوازا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نگارشات کی
شرحیں صدیوں سے لکھی جارہی ہیں اور یہ سلسلہ اب اردو زبان
میں بھی شروع ہو چکا ہے۔

"بستان المحدثین" میں مرقوم ہے کہ حاشد بن اسمٰعیل ایک
رفیق طالب علم کی حیثیت سے امام بخاری کے ہمراہ محدثین اور
آئمہ کی خدمت میں باقاعدگی سے حاضر ہوا کرتے ہیں۔ ان کے
درس و وعظ کو انہماک سے سنتے تھے۔ لیکن امام بخاری کے
پاس قلم دوات یعنی لکھنے کا سامان بھی نہ ہوتا تھا حاشد نے
اعتراض کیا کہ جب لکھتے نہیں تو اساتذہ کے پاس جانے کا
کیا فائدہ؟

امام بخاری نے فرمایا کہ میری یاد کا اپنے نوشتوں سے
مقابلہ کرو۔ چنانچہ اس عرصے میں جو کہ پندرہ ہزار احادیث
قلم بند ہو چکی تھیں ان کا موازنہ کیا گیا۔ حضرت امام بخاری
نے یہ تمام احادیث اس قدر صحت و احتیاط سے ازبر کر رکھی
تھیں کہ انہیں سن کر خود ان طلباء کو نوشتوں میں تصحیح
کرنا پڑی۔

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے "تاریخ
کبیر" کا مسودہ چاندنی راتوں میں بیٹھ کر تحریر فرمایا تھا اس
سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ نے قلب روشن کی طرح آنکھیں
بھی کتنی روشن عطا کی تھیں۔

امام بخاری اپنے مشفق استاد اسحاق راہویہ کی اس
خواہش سے نہایت متاثر ہوئے کہ کاش کوئی شخص توفیق
الٰہی حاصل کر کے صحت میں اعلیٰ مرتبہ رکھنے والی احادیث
کو مدون کرے تاکہ عمل کرنے والے مجتہدین کی جانب مراجعت
کئے بغیر عمل کی روشنی اور راہنمائی حاصل کر سکیں۔ امام المحدثین
بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقدس فرض کی انجام دہی کا بیڑا
اٹھایا اور اس خلوص و محبت سے اٹھایا کہ ایک جانب پوری
چھ لاکھ احادیث کا ذخیرہ موجود تھا اور دوسری طرف صحیح ترین
حدیث کا انتخاب اور تدوین۔ جب کسی حدیث کو لکھنے کا
آغاز کرتے تو اولاً غسل کرتے اور دو رکعت نفل ادا کرتے
پھر حدیث قلم بند کرتے۔ روایات میں منقول ہے کہ کم و
بیش سولہ برس حضرت امام بخاری کا یہی معمول رہا اور جب
ترجمۃ الباب کا مرحلہ آیا یعنی موضوعاتی اعتبار سے احادیث کو یکجا
کرنا تھا تو یہ فرض مدینہ منورہ میں روضہ اطہر حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم اور منبر نبوی کے درمیان بیٹھ کر انجام دیتے رہے۔ امام
بخاری محمد بن اسمٰعیل نے یکم شوال ۲۵۶ھ بوقت شب والی
اجل کو لبیک کہا اور عید الفطر کی دوپہر کو تجہیز و تکفین عمل میں
آئی۔ گویا عید الفطر کا دن آپ کا یوم وفات ہے۔

درس حدیث

کتاب الرقاق (مشکوٰۃ)

(۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کی قبر تک تین چیزیں اس کے ساتھ جاتی ہیں۔ اس کا اہل اور اس کا مال اور اس کا عمل ، دو چیزیں یعنی اس کا اہل اور اس کا مال لوٹ آتا ہے اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ (متفق علیہ)

(۲)

حضرت مطرف سے روایت ہے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت سورہ الہاکم التکاثر پڑھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا آدمی کہتا رہتا ہے ، میرا مال میرا مال ، اور کیا ہے تیرے لئے اے ابن آدم سوائے اس کے جو تو نے کھایا اور فنا کیا ، یا تو نے پہنا اور بوسیدہ کیا ، یا تو نے صدقہ کیا اور اس کو اپنے نفس کے لئے آگے بھیجا۔ (رواہ مسلم)

(۳)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کہتا رہتا ہے میرا مال میرا مال ، بے شک اس کا مال اس کے مال سے تین طرح کا ہے ایک وہ جو اس نے کھایا اور ختم کر دیا ایک وہ جو اس نے پہنا اور بوسیدہ کر دیا، ایک وہ جو اللہ کے واسطے دیا اور آخرت میں اس کا اپنے لئے ذخیرہ جمع کیا اور اس کے ماسوا جس کو چھوڑ کر جانے والا ہے وہ لوگوں کے لئے ہے۔ (رواہ مسلم)

(۴)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص کامیاب ہے جو مسلمان ہوا اور بقدر ضرورت رزق دیا گیا اور اللہ نے جو چیز اس کو دی اس پر قناعت عطا کی۔ (رواہ مسلم)

(۵)

عمرو بن عوف رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو تمہارے فقیر اور محتاج ہونے کا خوف نہیں، مجھ کو تمہارے اوپر اس بات کا خوف ہے کہ تمہارے پاس مال کی فراوانی اور دولت کی ریل پیل ہو جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر مال کی فراوانی تھی۔ اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم

دنیا پر فریفتہ ہو جاؤ، جس طرح وہ لوگ دنیا پر فریفتہ
ہوئے اور وہ تم کو ہلاک کر دے جس طرح اس نے
ان کو ہلاک کیا۔ (متفق علیہ)

(۶)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غنی وہ نہیں ہے
جس کے پاس مال اسباب بہت ہو، غنی وہ ہے جس
کا دل دنیا کے سازوسامان سے بے نیاز ہو۔ (متفق علیہ)

(۷)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو مجھ سے یہ
چند باتیں سیکھے اور ان پر عمل کرے یا آگے اس شخص
کو سکھائے جو ان پر عمل کرے۔ میں نے عرض کیا کہ میں
یارسول اللہ ان کو سیکھوں گا، پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا
پس شمار کیا آپ نے پانچ باتوں کو، آپ نے فرمایا،

۱۔ محارم سے تقویٰ اختیار کر تو سب سے زیادہ عبادت
گزار ہوگا۔

۲۔ جو چیز اللہ نے تیری قسمت میں لکھ دی ہے تو اس
پر راضی ہو تو سب لوگوں سے زیادہ غنی ہوگا۔ اور

۳۔ احسان کر تو اپنے ہمسائے کے ساتھ، ہوگا تو کامل
ایمان دار۔

۴۔ اور جو چیز تو اپنے نفس کے لئے پسند کرے وہی
چیز لوگوں کے لئے پسند کر، ہوگا تو مخلص مسلمان۔

۵۔ اور زیادہ مت ہنس اس لئے کہ ہنسی کی زیادتی دل
کو مردہ کر دیتی ہے۔ (رواہ الترمذی)

(۸)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ
اے ابن آدم تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو میں
تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو
پسند کروں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے
ہاتھ کو کاموں میں لگائے رکھوں گا اور تیرے فقر کو
تجھ سے پسند نہیں کروں گا۔

(روایت کیا اس کو احمد اور ابن ماجہ)

(۹)

جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
آدمی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی عبادت
اور دینی کوشش کے ساتھ ذکر کیا گیا اور ایک دوسرے
آدمی کا ورع اور پرہیزگاری کے ساتھ ذکر کیا گیا۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پرہیزگاری کے ساتھ کوئی
چیز برابر نہیں ہو سکتی۔ (رواہ الترمذی)

(۱۰)

ابوموسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی دنیا
سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا
اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی اس نے اپنی دنیا
کو نقصان پہنچایا۔ پس تم اس چیز کو جو باقی ہے پسند کرو
اس چیز پر جو فانی ہے۔ (رواہ احمد والبیہقی)

(۱۱)

حضرت خباب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں خرچ کیا ایمان والے نے کوئی خرچ مگر اس کو اس میں ثواب دیا جاتا ہے سوائے اس خرچ کے جو اس نے مٹی میں کیا۔ یعنی عمارت میں، جو حاجت سے زائد ہے۔

(روایت کیا اس کو ترمذی نے)

(۱۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہر خرچ فی سبیل اللہ ہے سوائے اس خرچ کے جو اس نے عمارت میں کیا جس میں خیر نہیں۔

(روایت کیا اس کو ترمذی نے)

انتقال پُر ملال

پیر طریقت حضرت مولانا حافظ نور احمد صاحب قصوری کی اہلیہ محترمہ چند ماہ بعارضہ فالج بیمار رہ کر رمضان شریف کے پانچویں روز انتقال فرما گئیں۔ مرحومہ نہایت صالح عابدہ اور زاہدہ خاتون تھیں۔ احکام شریعت کی پابند اور سنت پر عمل کرنے والی تھیں۔ قرآن شریف کے درس میں ہر روز بلا ناغہ حاضر ہوتی تھیں۔ دیگر خواتین کو جو ان کی ہم درس تھیں دینی و روحانی فیض ملتا تھا۔ ان کی وجہ سے خواتین کی مجلس جو درس میں شامل ہوتی تھیں بڑی بارونق ہوتی تھی۔ مرحومہ کو اپنے پیر اور پیر خانہ سے غیر معمولی انس اور محبت تھی، ان کی وفات سے پیران عظام اور یاران طریقت کو، اور ہم درس خواتین کو بڑا صدمہ ہوا ہے۔

مرحومہ کا چہلم ختم شریف چار شوال المکرم کو مخدوم محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ قصوری خلیفہ اول حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس شریف میں عصر کی نماز کے بعد پڑھا گیا۔ حضرت سجادہ نشین مولانا پیر سید افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے شرکت فرمائی۔ اس ختم شریف میں مرحومہ کو ایصالِ ثواب کرنے کی نیت سے سینکڑوں پیر بھائی جو مختلف بلاد سے آئے ہوئے تھے شامل ہوئے۔ مولانا حاجی کلیم صاحب نے قطعات تاریخی پڑھ کر سنائے جو اس اشاعت میں درج کئے گئے ہیں۔

ادارہ انوار الصوفیہ مرحومہ کے لئے خلوص قلب سے دعا کرتا ہے اور پس ماندگاں کے ساتھ گہرے اندوہ و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں بلند مرتبہ عطا فرمائے اور آب مغفرت و رحمت سے ان کی تطہیر فرمائے اور اپنے قرب کے مقامات میں فائز کرے۔ آمین۔

(غلام رسول گوہر)

بتقریب چہلم شریف حضرت محترمہ اہلیہ الحاج حافظ نور احمد صاحب جماعتی مجددی مدظلہ العالی

بسم اللہ الاحد الحکم الغنی

۱۴۰۲ھ

آئینہ دل سوز تواریخ انتقال

۱۹۸۲ء

بگو "اِنَّ اللہ لا یضیع اجر المحسنین"

۱۴۰۲ھ

سورۃ ہود	رکوع نمبر ۱۰
سورۃ توبہ	رکوع نمبر ۱۵
سورۃ یوسف	رکوع نمبر ۱۰

باب قطعہ تاریخ انتقال

۱۹۸۲ء

امر ربی پہ ہے موقوف نظام ہستی ہے یہ وہ نکتہ جسے مانتے ہیں اہل دانش
اجل انجام مرض کا نہ ہوا کوئی علاج کی بہت خوب مگر چارہ گروں نے کوشش
ہے غم رحلت مادر سے فسردہ اختر اور اقبال کے دل پر ہے الم کی یورش۔

ہیں وہ اب خوش کہ ملا قید علائق سے فراغ اہل دنیا میں مگر صرف بکا دنیا ہے
بزم نسواں میں ہیں کم ایسے جواہر پارے ان کی ہستی تھی خردمندوں کو وجہ نازش
عشق مختار دو عالم تھا ودیعت ان کو حسن اعمال کی موزوں تھی سراسر پوشش
کہئے اس صدمۂ جانکاہ کی تاریخ کلیمؔ
درگہ حق میں ہے لاریب دعا بخشش

۱۹۸۲ء

پیشکش کلیمؔ حزیں جماعتی مجددی

۱۴۰۲ھ

بتاریخ ۲۵ جولائی مطابق ۴ شوال

رسالہ کی امداد

حضرت حافظ محمد صدیق انور جماعتی ملتانی خلیفہ مجاز نے یکصد روپے بطور امداد کے مرحمت فرمایا اور رسالہ کے لئے نئے خریدار دینے کا وعدہ فرمایا۔ دیگر مخیر حضرات کو بھی چاہیئے کہ رسالہ کو جاری رکھنے کیلئے مالی امداد فرمائیں۔ مولانا محمد شفیع صاحب خطیب کاہونکے اور ان کے برادر زادہ مولوی جمیل صاحب موضع لویری والا کی امداد کا انتظار ہے۔ یہ حضرات ہمیشہ ہر سال مدد فرمایا کرتے ہیں۔ جناب عاشق علی لاہنکی (لیاقت آباد) نے بھی ایک سو روپیہ امداد کے لئے ارسال کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ مخیر حضرات کو توفیق دے کہ وہ حضرت امیر ملت قدس سرہ کی اس دیرینہ یادگار کو سنبھالا دیں۔ رب العزت میری یہ دعا قبول فرمائے۔

غلام رسول گوہر

آیت الکرسی کا ترجمہ

وہ اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے جہان کے انتظام میں وہ ہر وقت قائم ہے۔ نہ اس کو نیند آئے اور نہ اونگھ۔ اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کے پاس شفاعت کرے (کوئی نہیں) وہ اس چیز کو جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے جانتا ہے، اور نہیں لے سکتے لوگ اس کے علم سے کسی چیز کو مگر اسی قدر کہ وہ چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے۔ ان دونوں کی حفاظت اس کو تھکاتی نہیں وہی بلند مرتبہ عظیم شان والا ہے۔

آیت الکرسی کی فضیلت اور فوائد

حدیث میں آیا ہے کہ آیت الکرسی اعظم آیات سے ہے۔ جب کوئی رات کو اپنے بستر پر آئے اور آیت الکرسی پڑھے تو اللہ تعالٰے اس پر ہر آفت اور بلا سے بچانے کے لئے ایک محافظ مقرر کرتا ہے اور شیطان اس کے قریب نہیں آتا یہاں تک کہ وہ صبح کرے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز فرض کے بعد آیت الکرسی پڑھے۔ اس کی روح سوائے اللہ تعالٰے کے کوئی قبض نہیں کرے گا۔

غلبۂ بلغم کا علاج

اگر غلبۂ بلغم سے کھانسی کی شکایت ہو تو دیسی نمک کی سات ٹکڑیاں لیں اور ہر ٹکڑی پر سات سات بار آیت الکرسی مع بسم اللہ پڑھ کر دم کریں اور مریض ہر روز ایک ٹکڑی کو منہ میں رکھ کر چوستا رہے، انشاء اللہ سات روز میں صحت ہو جائے گی۔

ایضاً

دردِ دل، خفقان، ضعفِ جگر، استسقاء اور معدہ و امعا کی امراض کے لئے یہ عمل بہت مفید ہے۔ کسی پاکیزہ برتن میں تین بار آیت الکرسی لکھ کر پانی سے دھو کر تین بار مریض کو پلائیں، اللہ اس کو شفا دے گا۔

سبق آموز حکایات

ایک نیک آدمی نے بیان کیا کہ میں نے ایک حسین لڑکے کو دیکھا اور اس کے حسن و جمال سے محظوظ ہوا۔ اس پر غیب سے ایک اڑتا ہوا تیر آیا جو میری آنکھ میں پیوست ہوگیا، میں نے اس کو نکالا، اس پر لکھا تھا کہ تو نے بے ریش خوبصورت لڑکے کو عبرت کی نظر سے دیکھا حالانکہ یہ تجھ پر حرام تھا۔ ہم نے ادب کے تیر کے ساتھ تمہیں سزا دی۔ اگر تو اس کو شہوت کی نظر سے دیکھتا تو ہم تیرے دل کو فراق کا تیر مارتے۔ یہاں تک کہ ہماری معرفت کے وہ تمام نقوش و آثار جو تیرے دل پر ہیں محو ہو جاتے اور تجھ کو قرب کے دروازے سے بھگا دیا جاتا۔

مومن کی فراست

حضرت امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما جامع مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک آدمی آیا وہ وضو کر کے نماز پڑھنے لگا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھ کو فراست سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص ترکھان ہے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میری فراست یہ ہے کہ یہ لوہار ہے۔

جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو امام شافعی نے اس کو بلایا اور کہا کیا تو ترکھان ہے؟ اس نے کہا اب تو میں لوہار ہوں۔ آج سے ایک سال قبل میں ترکھان تھا۔ دونوں اماموں کی فراست صحیح نکلی۔ مگر امام شافعی کی فراست کو اس لیئے فوقیت ہے کہ انہوں نے ایک سال قبل کی بات کو اپنی فراست سے بوجھ لیا۔

عورتوں کے مکر کی ایک مثال

بنی اسرائیل کی قوم میں ایک نیک آدمی رہتا تھا۔ اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی وہ ایک خوبصورت جوان پر عاشق ہوگئی۔ اس نے اس کو اپنے گھر کی چابی دی اور کہا کہ دن کو جب اس کا دل چاہے وہ گھر میں آئے۔ اس کا شوہر جب دکان پر جاتا تھا تو باہر تالا لگا دیتا تھا تاکہ کوئی شخص اس کے گھر میں داخل نہ ہو۔ وہ جوان اس عورت سے ملتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے شوہر کو اپنی بیوی کا حال بدلا ہوا معلوم ہوا۔ اس نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ مجھے تیرے متعلق شبہ ہے۔ اگر تو نیک ہے تو فلاں پہاڑ پر جا کر قسم کھا کہ تیرے جسم کو میرے سوا کسی نے نہیں دیکھا۔ اس [illegible]

انتقال پُر ملال

ملتان: جناب حاجی محمد شفیع صاحب صراف ولد میاں جلال دین مرحوم فیروز پوری ۲-۸۲-۴۰-۶۰ کو اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے سے دنیائے دوں سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کا ختم چہلم ۲۲/۴/۸۲ بروز جمعرات کو ہوا۔ حاجی صاحب مرحوم بہت صالح اور پابند صوم وصلوٰۃ اور مخیر انسان تھے۔ حاجی خوشی محمد مرحوم فیروز پوری کے چھوٹے بھائی تھے۔ ملتان میں مقیم تھے رسالہ انوار الصوفیہ کے معاون و مددگار تھے۔ نہایت نیک اور خوش خلق مخلص انسان تھے۔ پیر جا :ـ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ تمام پیر بھائیوں کے مابین متعارف تھے۔ علی پور شریف کے سالانہ عرس شریف میں میرے ساتھ ایک ہی کمرہ میں رہتے تھے۔ چاء کا لنگر ہر وقت جاری رہتا تھا۔ دونوں وقت بیسیوں مہمان ہمارے ساتھ علی پوری لنگر سے کھانا کھاتے۔ محمد شفیع مرحوم علی پور شریف کے درویشوں کی ہر سال زکوٰۃ سے خدمت کرتے تھے۔ رسالہ انوار الصوفیہ کو ہر سال بطور امداد کے یک صد روپیہ ارسال کرتے تھے۔ اس سال انہوں نے عرس کے موقع پر ہی رمضان سے قبل یکصد روپیہ عطا کر دیا۔ میں نے کہا آپ نے جلدی یہ رقم عطا کر دی تو کہا زندگی کا کیا پتہ ہے ہو سکتا ہے میں رمضان تک زندہ نہ رہوں بہرکیف مرحوم بہت نیک آدمی تھے دُعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور گناہوں کو بخشے۔ ادارہ کو مرحوم کے لواحقین خصوصًا ان کے بیٹوں سے دلی ہمدردی ہے۔ ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

(غلام رسول گوہر)

میں قسم کھاؤں گی۔ اس کے بعد وہ دکان پہ چلا گیا اور جب وہ جوان گھر میں داخل ہوا تو عورت نے اس کو پہاڑ پہ جا کر قسم کھانے کی بات جو اس کے اور اس کے شوہر کے مابین طے پائی تھی بتائی۔ جوان نے کہا اب کیا ہوگا، عورت نے کہا کہ فکر نہ کر، تو کل فلاں وقت شہر کے دروازے پہ ان لوگوں کے بھیس میں جو کرائے پہ خچر یا گدھا چلاتے ہیں۔ خچر لے کر کھڑے ہونا اور ہمارا انتظار کرنا۔

دوسرے دن جب وہ دونوں پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے تو جب دروازے پہ پہنچے تو ایک شخص کو خچر لئے ہوئے وہاں کھڑا پایا۔ عورت نے شوہر کو کہا کہ میری سواری کے لئے یہ خچر کرائے پر لیں اسلئے کہ میں پیدل پہاڑ پہ نہیں چڑھ سکوں گی۔ شوہر نے خچر والے سے کرایہ کی بات طے کر کے عورت کو اس پہ سوار کیا اور چل پڑے۔ جب نصف راستہ ختم ہوا تو چالاک عورت نے اپنے آپ کو دانستہ سواری سے اس طرح گرایا کہ اس کے جسم کا مخفی حصّہ کھل گیا۔ جب پہاڑ پر دُعا کرنے کے مقام پہ پہنچی تو اس نے دُعا میں کہا، میں خدا کے نام کی قسم کھاتی ہوں کہ میرے جسم کو سوائے میرے شوہر کے اور اس آدمی کے جس کے خچر پہ میں سوار تھی کسی نے نہیں دیکھا۔ شوہر کو اس کی قسم پہ یقین آیا اور گھر لوٹ آیا۔

ریاض احمد گوھر

فضائل درود شریف

درود شریف کے بے شمار فوائد بزرگانِ دین نے بتائے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ درود شریف ہی میں تمام دین و دنیا کی برکتیں پوشیدہ ہیں۔ کمال ولایت کے لئے درود شریف پہلا اور آخری زینہ ہے۔ تمام دعاؤں اور جملہ عبادات کا عطر ہے۔

— ایک حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر بہت درود بھیجو۔ تمہارا درود پڑھنا میرے پیش کیا جاتا ہے۔

(ابوداؤد ۔ دارمی ۔ ابن ماجہ)

— آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بڑا بخیل ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

— آپؐ نے فرمایا: مجھ پر بہت درود بھیجو۔ تمہارا درود بھیجنا زکوٰۃ ہے تمہارے لئے۔

— ایک حدیث میں ہے جو درود بھیجے مجھ پر ایک بار اللہ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے۔ اور جو کوئی یاد کرے مجھ کو اور نام لے میرا پاس جاہیئے کہ درود بھیجے مجھ پر

اللہ کے کتنے ہی فرشتے ہیں زمین پر پھرنے والے جو کہ پہنچاتے ہیں مجھ کو میری امت کی طرف سے سلام۔

— ایک حدیث میں ہے، میں ملا جبرئیل سے تو انہوں نے مجھ کو خوشخبری دی اور کہا تیرا پروردگار فرماتا ہے کہ جو کوئی درود بھیجے تجھ پر رحمت بھیجتا ہوں میں اس پر اور جو کوئی سلام بھیجے تجھ پر تو اپنی سلامتی بھیجتا ہوں میں اس پر۔ پس میں نے سجدۂ شکر ادا کیا اللہ کے لئے۔

— ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر بار رحمتیں اور درود بھیجتے ہیں۔

حضور پُر نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج ایک مسلمہ حقیقت اور آپ کے کمالات اور مدارج علیا سے ایک بلند ترین درجہ ہے۔ واعظین نے اس میں غلط روایات کے ساتھ اس میں افراط و تفریط بہت کی ہے۔ اعتدال اور صحت روایات کی راہ کو ترک کیا ہے۔ اس کتاب میں صحیح روایات کے ساتھ معراج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
ہر مسلمان کو اصل حقیقت جاننے کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔
قیمت بہت تھوڑی صرف پانچ روپے۔ دو روپے ڈاک خرچ اس پر زائد ہوگا۔

ملنے کا پتہ

دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

یارانِ طریقت یا پیر بھائی

اتفاق اتحاد اور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ اور یارانِ طریقت کے باہمی ارتباط پر اور پیرِ کامل کی صفات پر اعلیٰ حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلمی جواہر ریزوں کا پاکیزہ اور خوبصورت مرقع ہے۔

جملہ یارانِ طریقت کے پاس اس کا ایک ایک نسخہ ہونا ضروری ہے

قیمت ——— پانچ روپیہ

دفتر انوار الصوفیہ قصور میں ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر طلب کریں

تاجران کتب کو ۲۰ فی صد کمیشن دیا جائیگا